مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

# ختم نبوت

کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ

جلد ۲

۱۹ تا ۲۵ رمضان ۱۴۰۳ھ مطابق ۲ تا ۸ جولائی ۱۹۸۳ء

شمارہ ۶

خصائل نبوی برشمائل ترمذی

# حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ

۲۔ حدثنا سعید بن عبد الرحمٰن المخزومی وغیر واحد قالوا حدثنا سفیٰن عن الزھری عن عباد ابن تمیم عن عمہ انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستلقیا فی المسجد واضعا احدی رجلیہ علی الاخری

۲ عباد کے چچا عبد اللہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے۔

**فائدہ :** مسلم شریف کی روایت میں اس طرح لیٹنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ علماء نے دونوں کے درمیان میں مختلف طریقوں سے جمع فرمایا ہے۔ واضح توجیہ یہ ہے کہ اس طرح لیٹنے کی دو صورتیں ہیں جو دونوں حدیثوں کا علیٰحدہ علیٰحدہ مصداق ہیں (۱) ایک صورت تو یہ ہے کہ دونوں پاؤں پھیلا کر ایک قدم دوسرے قدم پر رکھ لے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں اور یہ صورت اس حدیث کا مصداق ہے جو شمائل میں ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ قدم کو دوسرے پاؤں کا گھٹنا کھڑا کر کے اس پر رکھے یہ مسلم شریف کی روایت کا مصداق ہے اس صورت میں ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ عرب میں عام طور سے لنگی باندھنے کا دستور تھا لنگی باندھ کر اس طرح لیٹنے سے ستر کھل جانے کا احتمال قوی ہے اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ اس جگہ یہ بھی اشکال کرتے ہیں کہ اس حدیث کو ہیئت نشست سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکررھا حتی قلنا لیتہ سکت۔

۳ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ بتاؤں صحابہؓ نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ ارشاد فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹی بات کرنا۔ راوی کو شک ہے کہ ان میں سے کون سی بات فرمائی تھی۔ اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما تھے۔ اور جھوٹ کا ذکر فرماتے وقت اہتمام کی وجہ سے بیٹھ گئے اور بار بار فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم لوگ یہ تمنا کرنے لگے کہ کاش اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سکوت فرمائیں بار بار ارشاد نہ فرمائیں۔

**فائدہ :** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار ارشاد فرمانے پر سکوت کی تمنا یا تو اس عشق و محبت کی وجہ سے ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار فرمانے پر تعب ہوگا اور ہم لوگوں کے لیے ایک بار فرمانا بھی کافی ہے اور ممکن ہے اس خوف سے ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ناراضی اور غصہ کے آثار ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس خطرہ سے ہو کہ کہیں ایسا نہ

باقی صفحہ ۲۲ پر

# فہرست


۱۔ خصائل نبوی بر شمائل ترمذی
حضرت شیخ الحدیث ۲

۲۔ پیغام امام کعبہ ۴

۳۔ ابتدائیہ علی اصغر چشتی صابری ۶

۴۔ پیغام ناظم مدرسہ صولتیہ ۸

۵۔ آپ کے مسائل
مولانا محمد یوسف لدھیانوی ۹

۶۔ حضرت انسان اور ماہ رمضان
علی اصغر چشتی ۱۴

۷۔ نظم ″ ۱۹

۸۔ احتجاج
حافظ ارشاد احمد دیوبندی ۲۰



کتابت
محمد عبدالستار واحدی
غلام یٰسین تبسم



ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمان
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

مینجر
علی اصغر چشتی صابری، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ:۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

| | |
|---|---|
| سالانہ | ۶۰ روپیہ |
| ششماہی | ۳۵ روپیہ |
| سہ ماہی | ۲۰ روپیہ |

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

| | |
|---|---|
| سعودی عرب | ۲۱۰ روپیہ |

کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور

| | |
|---|---|
| شام | ۲۴۵ روپیہ |
| یورپ | ۲۹۵ روپیہ |
| آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا | ۲۷۰ روپیہ |
| افریقہ | ۲۱۰ روپیہ |
| افغانستان، ہندوستان | ۱۶۵ روپیہ |

رابطہ دفتر
دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر:۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع:۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت:۔ ۲/A ۲۰ سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی


ملت اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

المملكة العربية السعودية
الرئاسة العامة لشئون الحرمين الشريفين
مكتب نائب الرئيس

بسم الله الرحمن الرحيم

الرقم :
التاريخ :
المشفوعات :

وبعد : فقد اخبرني الاخوة الشيخ / عبدالرحمن بارا والشيخ / منظور الحسيني

أن مجلس تحفظ ختم النبوة بباكستان الذى ينتمون اليه قد بدأ منذو العام الماضي باصدار مجلة اسبوعيه باللغة الاردويه باسم ( ختم نبوت ) من كراتشي وتهتم فيها بالدرجة الاولى بالرد على الطائفة الكافرة المرتدة القاديانية ودحض الشبه الباطلة التى يبثون سمومها فى عامة المسلمين نحو عقيدتهم ودينهم الحنيف . وقد رأيت بعض اعداد هذه المجلة فسرنى ذلك جدا وجزاهم الله خيرا عن الاسلام والمسلمين .

ولاشك أن محاربة الباطل وقمع الفتن ومقارعة حجج المبطلين الواهية والبراهين القاطعة من كتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم واجب ديني يشكر عليه .

وانى لأسأل الله الكريم ان يتقبل جهود هؤلاء الاخوة الافاضل ويلهمهم الرشد والصواب فى جميع امورهم ويجعل مجلتهم الغراء هذه منار هداية وايمان يظهر الله بها الحق ويزهق بها الباطل بكل صوره . ويوفقنا جميعا لما يحبه ويرضاه انه تعالى جواد كريم .

محمد بن عبدالله السبيل
امام الحرم المكى الشريف
٢٤/٨/١٤٠٢هـ

م/ج/

الرئاسة العامة لشئون الحرمين الشريفين أسست عام ١٣٩٢هـ

# ہفت روزہ "ختم نبوت" کا پرچہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی

## قرآن وسنت کے دلائل سے باطل کا مقابلہ کرنا قابل قدر دینی فریضہ ہے۔ امام کعبہ کا پیغام

حمد و صلوٰۃ کے بعد

جناب عبدالرحمٰن باوا صاحب اور مولانا منظور احمد الحسینی صاحب کے ذریعہ مجھے یہ اطلاع ملی کہ مجلس تحفظ ختم نبوت (جس سے یہ دونوں حضرات وابستہ ہیں) نے پچھلے سال سے اردو زبان میں ایک ہفت روزہ پرچہ "ختم نبوت" کے نام سے کراچی سے نکالنا شروع کیا ہے جس کا بنیادی اور اولین مقصد یہ ہے کہ کافر و مرتد قادیانی ٹولہ کی تردید جائے اور عام مسلمانوں کے عقائد اور دین اسلام میں جو شکوک و شبہات یہ فرقہ پیدا کرتا ہے ان کا جواب دیا جائے۔

میں نے ہفت روزہ "ختم نبوت" کے کچھ پرچے دیکھے ہیں جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ باطل کا مقابلہ کرنا اور فتنوں کی بیخ کنی اور باطل پرستوں کی دلیلوں کا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی براہین قاطعہ سے جواب دینا قابل شکر قابل قدر دینی فریضہ ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان برادران محترم کی کوششوں کو قبول فرمائے اور ان کی ہر موقع پر صحیح رہنمائی فرمائے اور ان کے پرچے کو ہدایت و ایمان کا ایسا منارہ بنائے جس سے اللہ تعالیٰ حق کو غلبہ دے اور باطل کو پارہ پارہ کر دے، اور ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دے بے شک اللہ تعالیٰ بہت مہربان و کریم ہے۔

بسم اللہ
الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

بعدہ

# رمضان المبارک اور ہم

رمضان المبارک کیا ہے ! سال بھر کے مہینوں میں اس کی حیثیت کیا ہے ؟ اور اسے یہ ممتاز مقام کیوں حاصل ہے ؟ ان سوالات کا جواب قرآن مجید نے نہایت ہی عام فہم انداز اور بہت ہی شاندار الفاظ میں یوں دیا "شہرُ رمضان الذی انزل فیہ القرآن"، معلوم ہوا کہ ماہ رمضان کو کلام الٰہی کے ساتھ خاص مناسبت ہے ۔ اور اس مناسبت کی وجہ سے اسے یہ شان حاصل ہے ۔کہ اس میں جہنم کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں ۔ جنت کے سارے دروازے کھل جاتے ہیں ۔ شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں ۔ ہواؤں کے وہ جھونکے جن کے لئے سعید روحیں ہمیشہ سے بے تاب رہتی ہیں ۔ اس مہینے میں چوبیس گھنٹے مسلسل اس طرز و انداز سے چلتے رہتے ہیں ۔ جس طرح باد صبا کے مست جھونکے موسم بہار میں اٹکھیلیاں کھاتے ہوئے پھولوں کو خواہ مخواہ چھیڑتے رہتے ہیں ۔

بے شک یہ مہینہ مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا بہت ہی بڑا انعام ہے ۔ لیکن تب کہ اس انعام کی قدر بھی کی جائے ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا مفہوم یہ ہے ۔ کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے ۔ تو میری امت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے ۔ یہ تو ہم میں سے ہر ایک جانتا ہے ۔ کہ سال بھر کے روزے رکھنا کوئی آسان کام نہیں ۔ مگر رمضان المبارک کے ثواب کے مقابلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔ کہ لوگ اس کی تمنا کرنے لگیں ۔

آج اس مبارک مہینہ میں ہماری غفلت ، ہماری بے پروائی اور سستی کی اصل وجہ یہی ہے ۔ کہ ہمیں اس کی حقیقت معلوم نہیں ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضائل رمضان کے سلسلے میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا ۔ "من تقرب فیہ بخصلۃ کان کمن ادّی فریضۃ فی ما سواہ ومن ادّی فریضۃً فیہ کان کمن ادّی سبعین فریضۃً فیما سواہ" ، یعنی جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے ۔ ایسا ہے ۔ جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا ۔ اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے ۔ وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کئے ۔ اس ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنی عبادات کی طرف دیکھنے اور غور کرنے کی ضرورت ہے ۔ نوافل کی بات تو خیر دور کی ہے ۔ ہم میں سے اکثریت کی حالت یہ ہے ۔ کہ سحری کے بعد جو سو گئے ۔ تو صبح کی نماز قضا ہو گئی ، قیلولہ کرنے لگے ۔ تو ظہر کی نماز چلی گئی ۔ افطاری کا سامان خریدنے گئے تو عصر کی چھٹی ہو گئی ۔ افطار کرنے بیٹھ گئے تو مغرب کا وقت ختم ہو گیا ۔ تراویح کے لئے کون گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ

اٹھک بیٹھک کرتا رہے ۔ اس لئے عشاء کا بھی خدا حافظ ......

افسوس ہم کتنے بے پرواہ اور کتنے غافل ہیں ۔ یہ قیمتی اوقات و لمحات ہمارے سامنے پانی کے بہاؤ کی طرح گذر رہے ہیں ۔ ہم ان کو گذرتے ہوئے دیکھ کر محظوظ ہو رہے ہیں ۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ یہ گذرے ہوئے لمحات پھر کبھی واپس نہیں آئیں گے ۔ آج ہم ان لمحات سے جتنا فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ ہو سکتا ہے کہ آئندہ سال ہم اس موڈ میں نہ ہوں کہ ان سے مستفید ہو سکیں ۔ کیونکہ

؎ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

روزہ در اصل قرب الٰہی کے حصول کا بہترین اور مؤثر ذریعہ اور وسیلہ ہے ۔ رب العالمین نے اس کا حکم اسی لئے فرمایا ہے کہ بندہ اور پروردگار کا جو باہمی رشتہ اور تعلق ہے ۔ وہ مضبوط سے مضبوط تر اور مستحکم ہو جائے ۔ وہ عاشق کتنا خوش نصیب اور خوش قسمت سمجھا جاتا ہے ۔ جسے اس کا معشوق خود اپنی طرف لانے کی کوشش کرے ۔ اُسے ایسی تدبیریں بتائے جن کے نتیجہ میں اُسے لازماً اس کا وصال حاصل ہو ۔ ایسے امور کی طرف اس کی توجہ دلائے جن کے انجام دینے سے اُسے قلبی مسرت حاصل ہوتی ہو ۔ ایسی صورت میں عاشق مذکور کی حالت کیا ہو گی ! یہ ہم میں سے ہر ایک بآسانی سمجھ سکتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ جو کہ محبوب حقیقی ہے ۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی محبوب ہو نہیں سکتا اپنے بندوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرماتے ہیں ۔ وہ چاہتے ہیں کہ بندہ اس کا قرب حاصل کرے لیکن بدقسمت بندہ دُور سے دور تر ہونے کی کوشش کرتا ہے ۔ وہ بندہ کو خود ایسے اعمال کے کرنے کا حکم فرماتے ہیں ۔ جن کے کرنے سے اُنہیں خوشی حاصل ہوتی ہے ۔ لیکن بندہ ہے کہ وہ اس چیز کو سمجھتا ہی نہیں اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے ۔ بقول شخصیکہ ۔

؎ آج تک یونہی رہا رشتہ ہمارا ان سے
کہ وہ نزدیک سے نزدیک تر اور ہم تھے دور

آج ہماری توجہ پروردگار عالم سے ہٹ چکی ہے ۔ ہم پورے کا پورا زور صرف اس بات پر صرف کر رہے ہیں ۔ کہ دنیا میں عیش و عشرت کے سامان مہیا کر کے یہ چند سالہ زندگی کھیل کود اور لہو و لعب میں گذار دیں ۔ مال و دولت کے سمیٹنے میں آپس کے مقابلے ، روز روز کے ہنگامے ، دغا بازی ، چوری ، قتل و غارت گری اور اس قسم کے بیسیوں کرتوت اسی تصور زندگی پر مبنی ہیں ۔ ہماری یہ سوسائٹی جسے ایڈوانس سوسائٹی کا نام دیا جاتا ہے ۔ دراصل اپنے حقیقی مقاصد کے حصول میں بہت پیچھے رہ چکی ہے ۔ کیونکہ تعلق مع اللہ کے جو اثرات اس معاشرہ پر ہونے چاہئیں ۔ وہ یہاں بالکل مفقود نظر آتے ہیں ۔ ہماری نئی نسل مغرب کی تقلید میں لگی ہوئی ہے ..... مغربی تہذیب و تمدن کا ہم پر اتنا اثر ہو چکا ہے ۔ کہ اب اسلامی تہذیب و تمدن کی طرف دیکھنے کے لئے جی بھی نہیں چاہتا ۔ ہمارے معاشرہ میں مغربی علوم کے حامل افراد اب در پردہ احکامِ خدا وندی کی اہمیت و افادیت کو لوگوں کے دلوں سے نکالنے کی کوششوں میں مصروف ہیں ۔ "روزہ" کے متعلق بھی کئی قسم کے اعتراضات منظر عام پر آچکے ہیں ۔ اسی طرح قربانی ، حج اور جہاد کے متعلق بھی تشکیک و شبہات پیدا کرنے کی کوششیں جاری ہیں ۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے ۔ کہ یہ حضرات

باقی صفحہ ۲۱ پر

# مکہ مکرمہ سے ___ ختم نبوت کے نام پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔

پاکستان میں تحفظ ختم نبوت کے حساس واہم ترین موضوع پر رسالہ ہفت روزہ "ختم نبوت" اکثر و بیشتر نظر نواز ہوتا رہا ۔ باوقار علمی وتحقیقی انداز میں عقیدۂ ختم رسالت پر مضامین سے قلب نے اطمینان محسوس کیا ۔ اسی ماہ شعبان میں رسالۂ مذکورہ کے دو قابل قدر اور مخلص احباب مولانا عبدالرحمٰن یعقوب باوا اور مولانا منظور احمد الحسینی صاحبان بھی اسی پاک مقصد کے لیے اور بزرگوں سے تعلق ونسبت کی بنا پر اپنے علمی گھر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ میں تشریف لائے ۔ تفصیلی تعارف ہوا اس مقدس کام کے مختلف پہلو سامنے آگئے ۔ مخلصانہ جدوجہد کی تفصیلات معلوم ہونے پر قلب وروح نے ایک بار پھر آسودگی محسوس کی ۔ دل سے دعا نکلی ۔ اپنی تقصیر کا بھی اعتراف ہوا جدید نوآزاد مسلمان ممالک میں جو نت نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں ان کے سامنے عقل حیران ہے ۔ بے بسی کی حالت میں ہمارے علمائے حق اور علمی ودینی مراکز ہی دفاع اور تحفظ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں علمائے کرام کی یہی مظلوم جماعت ہے جس کی بدولت تحفظ دین کا کام ہو رہا ہے اور اسی بے سروسامان اور ظاہری اسباب سے تہی دست جماعت کی قربانیوں پر ان شاء اللہ نزول رحمت کا وعدہ ہے ۔ تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے اہم بالشان موضوع کے سلسلہ میں حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ بانئ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کی شہرۂ آفاق کتاب اظہار حق کے مباحث بھی قابل استفادہ ہیں اور یہ موضوع بھی ۱۲۷۰ھ میں مناظرہ اکبر آباد کا بنیادی مسئلہ رہ چکا ہے ۔ ہفت روزہ "ختم نبوت" کی ان خدمات کو اور اس کے تمام مخلص وبزرگ احباب وذمہ داران کو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے ان کی مساعی جمیلہ کو اخلاص کی برکتوں سے نوازے اور اس کے اثرات حسنہ سے امت مسلمہ کو مستفید فرمائے کہ اس زمانے میں یہی مساعی ٹمٹماتا ہوا چراغ ہیں جن سے بھرپور تعاون کی ضرورت ہے ۔

والسلام مع الاکرام

دلی دعاؤں کے ساتھ ۔ محمد مسعود شمیم

ناظم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ

۲ رجون ۱۹۸۳ء

# آپ کے مسائل

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

بخدمت اقدس جناب حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

چند مسائل پیش خدمت ہیں جن کے جواب تفصیلاً و دلیلاً مطلوب ہیں۔ جواب سے آگاہ فرمائیں۔ خداوند کریم آپ کو عمر دراز اور اجر عظیم عنایت فرمائیں۔ (آمین)

سوال ۱: ایک آدمی نے کسی ضرورت مند دوست کو کچھ رقم بطور ادھار دی۔ اور کہا کہ جب تم سے ہو سکے اس وقت واپس کر دینا۔ اگر مقروض ۲ سال بعد رقم واپس کرتا ہے تو زکوٰۃ کون ادا کرے گا۔ مقروض یا قرض دینے والا۔

جواب: قرض دینے والے کے ذمہ ہر سال کی زکوٰۃ ہے۔

سوال ۲: ایک آدمی نے بینک میں پیسے رکھے۔ سال کے بعد اس کو کچھ سو روپیہ سود کا ملتا ہے جس طرح سود کھانا حرام ہے اسی طرح دوسرے بھائی کو بھی حرام نہیں دینا چاہیئے تو اس سود کی رقم کا کیا مصرف ہے۔ ایک مفتی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ یہ رقم مسجد کی تعمیر میں بھی لگ سکتی ہے جس سے ہم مطمئن نہیں براہ کرم صورت حال واضح کریں۔

جواب: سود کی رقم کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ بغیر نیت صدقہ کے کسی محتاج کو دے دی جائے۔

سوال ۳: سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات طیبہ میں صرف ایک بار نجاشی بادشاہ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی تھی۔ اس کے بعد کئی کئی صحابہؓ جہاد میں شہید ہوئے لیکن سید المرسلین نے غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھائی اور اس کے بعد خلفائے راشدین۔ محدثین اور بعد کے علماء کرام و فقہائے کرام کے بارے میں کبھی نہیں پڑھا کہ انہوں نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی ہو۔ کیا اسباب تھے کہ خاتم الانبیاء نے صرف نجاشیؓ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور کیا یہ جائز ہے کہ نماز جنازہ کئی کئی جگہ مختلف وقتوں میں پڑھی جائے۔ براہ کرم احادیث اور علماء کرام کے حوالوں سے تفصیلاً جواب تحریر فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کریں۔

جواب: نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یا نجاشی کی خصوصیت تھی۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں۔ واللہ اعلم۔

طالب دعا۔

محمد اقبال طہاس۔ ص۔ب ۹۰۵۴ الریاض سعودی عرب

بخدمت جناب حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحبؒ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: میں نے اپنے شہر کے ایک مولوی صاحب کو خط لکھا۔ خط کے آخر میں۔ میں نے کچھ آدمیوں کے نام لکھ کر ان کے لئے سلام دعا لکھا۔ اُن ناموں میں دو ڈاکٹر بھی تھے جو دونوں قادیانی ہیں۔ لیکن سارے شہر والوں کے ساتھ ان کے اچھے تعلقات ہیں۔ اور لوگ بھی انہیں عزت اور محبت سے دیکھتے ہیں۔ خط کے جواب میں مولوی صاحب نے لکھا۔ کہ

دوسرے آدمیوں کو تو تمہارے سلام دوں گا لیکن ان دونوں قادیانی کافروں کو تمہارے سلام نہیں دوں گا۔ کیا مذہب اسلام کی رو سے اس مولوی کا یہ عمل درست ہے جب کہ یہ قادیانی ڈاکٹر اس مولوی کے بالکل ہی پڑوسی ہیں اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو غیر مسلم پڑوسیوں کے ساتھ بھی بہت اچھا سلوک تھا۔ ہمارے شہر میں ہندو بھی رہتے ہیں لیکن ان کے ساتھ تو مذکور مولوی کے اچھے مراسم ہیں۔ یہ بھی بتائیں کہ جو آدمی مولوی بن کر مذہب اسلام کی پرچار کرے اس کے لئے پڑوسیوں کے ساتھ یہ رویہ اختیار کرنا صحیح ہے یا غلط۔

مہر دین محمد۔ جدہ۔ ازسعودیہ

جواب: سلام تو کسی غیر مسلم کو بھی کہنا درست نہیں، نہ کسی غیر مسلم کے ساتھ دوستی ہی جائز ہے، البتہ غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے۔ مگر قادیانیوں کی حیثیت عام غیر مسلموں کی نہیں بلکہ ان کی حیثیت مرتدوں کی ہے اور کسی زندیق اور مرتد سے کسی قسم کا کوئی تعلق رکھنا جائز نہیں بلکہ خدا اور رسولؐ کے غضب کا موجب ہے خود قادیانیوں کا یہ حال ہے کہ جو شخص ان کے مذہب سے نکل جاتا ہے تو قادیانی اس کا بائیکاٹ کر دیتے ہیں اور اس کے عزیز ترین رشتہ داروں کو بھی اس سے ملنے نہیں دیتے۔

بخدمت اقدس قبلہ و محترم جناب

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

دعائے صحت اور درازیٔ عمر کے بعد عرض ہے کہ چند مسائل درپیش ہیں جن کی وضاحت مطلوب ہے (اگر اس موضوع پر کوئی کتاب ہو تو براہ کرم مکمل حوالہ دیں)

سوال ۱: کیا اسلام میں لونڈی اور غلام رکھنے کی اجازت اب بھی باقی ہے اگر ہے تو لونڈی کے حقوق و وراثت کے متعلق قرآن و حدیث سے آگاہ کریں۔

جواب ۱: شرعی غلام لونڈیاں اس زمانے میں نہیں ہوتیں۔ آزاد مرد عورت کی خرید و فروخت جائز نہیں۔

سوال ۲: کتابوں میں لکھا ہے اور بزرگوں سے سنا ہے کہ جب مکبر تکبیر کہے تو نماز ختم کر دینی چاہئے اور جماعت میں شامل ہو جانا چاہئے۔ اگر ایک آدمی ظہر کی چار سنتیں پڑھ رہا ہے اور ابھی اس نے صرف ایک رکعت پڑھی ہے یا تین رکعتیں پڑھی ہیں تو کیا وہ قیام کی حالت میں ہی سلام پھیر دے گا یا ۲ یا ۴ رکعتیں جلدی جلدی پوری کرے گا اور جماعت میں شریک ہوگا۔ بقیہ نماز سلام کے فوراً بعد پوری کرنی ہے یا مسائل سن کر پوری کر سکتا ہے۔ مثلاً نماز کے بعد چند منٹ درس ہے تو کیا وہ درس سن کر نماز پوری کر سکتا ہے۔

جواب ۲: کتابوں میں لکھا ہے کہ سنت ظہر کو نہ توڑے۔ بلکہ پورا کر کے جماعت میں شریک ہو۔

سوال ۳: حج کی اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ مزدلفہ کی رات آرام کی رات ہے ایک کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ صرف یہی ایک رات ہے جس میں رسول پاکؐ خوب سوئے تھے اور تہجد نہیں پڑھی تھی۔ عرض ہے کہ سورۂ بقرہ میں جہاں حج کا بیان ہے وہاں لکھا ہے کہ مشعر الحرام میں جب عرفات سے واپس پہنچو تو خدا کا ذکر کرو۔ مشعر الحرام میں ذکر کا خصوصی طور پر لکھا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ عبادت کی رات ہے۔ براہ کرم وضاحت فرمائیں کہ سونا چاہئے یا عبادت کرنی چاہئے۔ ارض مقدس سے درازی عمر اور صحت کے لئے دعا گو ہوں۔

طالب دعا

محمد اقبال طہاس۔ الریاض۔ سعودی عرب۔

جواب ۳: مزدلفہ کی رات کو آرام کرے۔ صبح سویرے فجر کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے سے ذرا پہلے تک ذکر میں مشغول رہے۔ یہ وقت ہے جس میں مشغولیٔ ذکر کا حکم فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

بخدمت جناب مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہٗ

السلام و علیٰ من اتبع الہدیٰ ۔

جناب عالی گزارش ہے کہ جناب کی خدمت میں مکرم و محترم جناب بلال انور صاحب نے ایک مراسلہ ختم نبوت کے موضوع پر لکھ کر آپ کی خدمت میں ارسال کیا تھا آپ نے اس مراسلہ کے حاشیہ پر اپنے ریمارکس دے کر واپس کیا ہے یہ مراسلہ اور آپ کے ریمارکس خاکسار نے مطالعہ کئے ہیں چند ایک معروضات ارسال خدمت ہیں۔ آپ کی خدمت میں مودبانہ اور عاجزی سے درخواست ہے کہ خالی الذہن ہو کر خدا تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کرتے ہوئے ایک خدا ترس اور محقق انسان بن ضد و تعصب بغض وکینہ دل سے نکال کر ان معروضات پر غور فرما کر اپنے خیالات سے مطلع فرمائیں یہ عاجز بہت ممنون و مشکور ہوگا۔

سوال نمبر ۱۔ جناب بلال صاحب نے آپ کی خدمت میں عرض کی تھی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید پر جو خدا تعالیٰ کا آخری کلام ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پر کامل ایمان رکھتے ہیں تمام آسمانی کتابیں جن کی سچائی قرآن مجید سے ثابت ہے ان سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج تمام ارکان اسلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اسلام پر کاربند ہیں۔"

آپ نے ریمارکس میں لکھا ہے کہ منافقین اسلام بھی اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو منافق قرار دیا ہے یہی حال احمدیوں کا ہے۔"

مکرم جناب مولانا صاحب یہ آپ کی بہت بڑی زیادتی جسارت اور ناانصافی ہے اور ضد و تعصب اور بغض وکینہ کی ایک واضح مثال ہے۔ سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کو قرآن شریف میں منافق ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے وہ کسی مولوی یا مفتی کا قول نہیں ہے۔ اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے منافق ہونے کا فتوےٰ صادر فرمایا تھا۔ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا تھا اور ان کو منافق کہنے والی اللہ تعالیٰ کی علیم و خبیر ہستی تھی جو کہ انسانوں کے دلوں سے واقف ہے کہ جس کے علم سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یا آپ کے خلفاء نے اپنے زمانہ میں کسی کے متعلق کفر یا منافق کا فتوےٰ صادر کیا ہو۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی مثال ہو تو تحریر فرمائیں یہ عاجز بے حد آپ کا ممنون و مشکور ہوگا۔

سوال ۲۔ مکرم مولانا اگر آپ کے اس اصول کو درست تسلیم کر لیا جائے کہ کسی انسان کا اپنے عقیدہ کا اقرار تسلیم نہ کیا جائے تو مذہبی دنیا سے ایمان اٹھ جائے گا۔ اس حالت میں ہر فرقہ دوسرے فرقہ پر کافر اور منافق ہونے کا فتویٰ صادر کرے گا۔ اور کوئی شخص بھی دنیا میں اپنا عقیدہ اور اپنے ایمان کی طرف منسوب نہ ہو سکے گا اور ہر ایک شخص کے بیان کو تسلیم نہ کرنے کی صورت میں وہ شخص اپنے بیان میں جھوٹا اور منافق قرار دیا جائے گا۔ اور یہ سلوک آپ کے مخالفین آپ کے ساتھ بھی روا رکھیں گے اور آپ کو بھی اپنے عقیدہ اور ایمان میں مخلص قرار نہ دیں گے کیا آپ اس اصول کو تسلیم کریں گے۔

کیا خدا تعالیٰ اور اُس کے مقدس رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایسا کہنے کی اجازت دی ہے۔ دنیا کا مسلمہ اخلاقی اصول جو آج تک دنیا میں رائج ہے اور مانا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص اپنا جو عقیدہ اور مذہب بیان کرتا ہے اسی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ آپ ایک مسلمان کو مسلمان اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ایک ہندو کو ہندو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ہندو کہتا ہے اسی طرح ہر سکھ کہلانے والے عیسائی کہلانے والے اور دیگر مذہب کی طرف منسوب ہونے والوں سے معاملہ کیا جاتا ہے اور اسی اخلاقی اصول کو دنیا میں تسلیم کیا گیا ہے اور ساری دنیا اس پر کاربند ہے۔ پس جب تک احمدی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ وہ

(۱) ۱۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں۔
۲۔ اس کے سب رسولوں کو مانتے ہیں۔
۳۔ اللہ تعالیٰ کی سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔
۴۔ اللہ تعالیٰ کے سب فرشتوں کو مانتے ہیں۔
۵۔ اور بعث بعد الموت پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

اور اسی طرح پانچ ارکان دین پر عمل کرتے ہیں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں اور اسلام کو آخری دین مانتے ہیں اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ اس وقت تک دنیا کی کوئی عدالت دنیا کا کوئی قانون دنیا کی کوئی اسمبلی اور دنیا کا کوئی حاکم اور کوئی مولوی، ملاں اور ملّق۔ جماعت کو اسلام کے دائرہ سے نہیں نکال سکتی اور نہ ہی ان کو کافر یا منافق کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ ہمارے پیارے نبی دل و جان سے پیارے آقا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔

کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیلؑ نے حضور سے پوچھا "ایمان" کیا ہے؟ حضور نے فرمایا۔

(۲) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔ اس کے فرشتوں پر۔ اس کی کتابوں پر۔ اس کے رسولوں پر۔ اور بعث بعد الموت پر۔ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا درست ہے۔"

پھر حضرت جبرائیلؑ نے پوچھا یا رسُول اللہ اسلام کیا ہے؟ آں حضرتؐ نے فرمایا۔

شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسُول ہوں۔ قائم کرنا نماز کا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا اور اگر استطاعت ہو تو ایک بار حج کرنا۔

حضرت جبرائیلؑ بولے دُرست ہے۔ آں حضرتؐ نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ جبرائیلؑ تھے جو انسان کی شکل میں ہو کر تمہیں تمہارا دین سکھلانے آئے تھے۔

(ملاحظہ و صحیح بخاری کتاب الایمان)

(۳) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

۱۔ یہ ماننا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسُول ہوں۔
۲۔ نماز قائم کرنا۔
۳۔ رمضان کے روزے رکھنا۔
۴۔ زکوٰۃ دینا۔
۵۔ زندگی میں ایک بار حج کرنا۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان)

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
جو شخص ہماری طرح کی نماز پڑھتا ہے۔ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارے ذبیحہ کو کھاتا ہے وہ مسلمان ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت اُس کو حاصل ہے پس اے مسلمانو! اس کو کسی قسم کی تکلیف دے کر خدا تعالیٰ کو اس کے عہد میں جھوٹا نہ بناؤ۔

(بخاری جلد اول باب فضل استقبال القبلۃ)

(۵) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضور نے ایک موقع پر فرمایا۔

"ایمان کی تین جڑیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہہ دے تو اس کے ساتھ کسی قسم کی لڑائی نہ کر۔ اور اس کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ بنا۔ اور اسلام سے خارج مت قرار دے۔

پس مسلمان کی یہ وہ تعریف ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی اور جس کی تصدیق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کی۔

اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ اسلام کے دائرہ میں داخل ہے اور مسلمان اور مومن ہے۔ اب انصاف آپ کریں کہ آپ کا بیان کہاں تک درست اور حق پر مبنی ہے۔

دوبارہ جماعت احمدیہ کے عقیدہ پر غور کر لیجئے۔

جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس

کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔

ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر حق اور یوم حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ حق ہے۔

اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا زیادہ کرے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہیں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کا اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض جانتے ہیں۔

اور ہم آسمان اور زمین کو گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے اور قیامت کے دن ہمارا اس پر دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کرکے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔

ان حالات میں اب کس طرح ہم کو منکر اسلام کہہ سکتے ہیں۔ اگر تحکم سے ایسا کریں گے تو آپ ضدی اور متعصب تو کہلا سکیں گے۔ مگر ایک خدا ترس اور متقی انسان کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ امید ہے کہ آپ انصاف کی نظر سے اس مکتوب کا مطالعہ فرما کر اس کے جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔ محمد شریف ۴۳ دھمیال روڈ۔ راولپنڈی

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم و محترم۔ ہدانا اللہ وایاکم الی صراط مستقیم

جناب کا طویل گرامی نامہ طویل سفر سے واپسی پر خطوط کے انبار میں ملا۔ میں عدیم الفرصتی کی بنا پر خطوط کا جواب ان کے حاشیہ میں لکھ دیا کرتا ہوں۔ جناب کی تحریر کا لب لباب یہ ہے کہ جب آپ دین کی ساری باتوں کو مانتے ہیں تو آپ کو خارج از اسلام کیوں کہا جاتا ہے؟

میرے محترم! یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے کہ آپ کے اور مسلمانوں کے درمیان بہت سی باتوں میں اختلاف ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ اور مسلمان اس کے منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اگر واقعۃً نبی ہیں تو ان کا انکار کرنے والے کافر ہوئے۔ اور اگر نبی نہیں تو ان کو ماننے والے کافر۔ اس لئے آپ کا یہ اصرار تو صحیح نہیں کہ آپ کے عقائد ٹھیک وہی ہیں جو مسلمانوں کے ہیں جبکہ دونوں کے درمیان کفر و اسلام کا فرق موجود ہے آپ ہمارے عقائد کو غلط سمجھتے ہیں اس لئے ہمیں کافر قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد صاحب، حکیم نور دین صاحب، مرزا محمود صاحب اور مرزا بشیر احمد صاحب، نیز دیگر قادیانی اکابر کی تحریروں سے واضح ہے اور اس پر بہت سی کتابیں اور مقالے لکھے جا چکے ہیں۔

اس کے برعکس ہم لوگ آپ کی جماعت کے عقائد کو غلط اور موجب کفر سمجھتے ہیں، اس لئے آپ کی یہ بحث تو بالکل ہی بے جا ہے کہ مسلمان، آپ کی جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج کیوں کہتے ہیں۔ البتہ یہ نکتہ ضرور قابل لحاظ ہے کہ آدمی کن باتوں سے کافر ہو جاتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تمام باتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول چلی آئی ہیں۔ اور جن کو گزشتہ صدیوں کے اکابر مجددین بلا اختلاف و نزاع، ہمیشہ مانتے چلے آئے ہیں (ان کو "ضروریات دین" کہا جاتا ہے) ان میں سے کسی ایک کا انکار کفر ہے۔ اور منکر کافر ہے۔ کیونکہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور پورے دین کے انکار کو مستلزم ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کی ایک آیت کا انکار پورے قرآن مجید کا انکار ہے۔ اور یہ اصول کسی آج کے ملاں مولوی کا نہیں بلکہ خدا اور رسول کا ارشاد فرمودہ ہے۔ اور بزرگان سلف ہمیشہ اس کو لکھتے آئے ہیں۔ چونکہ مرزا صاحب کے عقائد میں بہت سی ضروریات دین کا

باقی صفحہ ۲۳ پر

# حضرت انسان اور ماہ رمضان

تحریر :- علی اصغر چشتی صابری ایم ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ :-

امّا بعد :- انسان کیا ہے؟ یہ عالم وجود میں کیسے آیا؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ اور اس کائنات میں اسکی حیثیت کیا ہے؟ یہ چند اس قسم کے سوال ہیں جو ہر ایک سوچنے والے ذہن میں ابھر سکتے ہیں ۔ مزے کی بات یہ ہے ۔ کہ ہر ایک تجزیہ نگار کی رائے اس سلسلے میں مختلف ہے ۔ یہاں تک کہ بعض حضرات نے اسے بندر کی ارتقائی شکل قرار دیا ۔ اور یہ کوئی ایسی بات نہیں اب بھی اس قسم کے ذہنوں میں حضرت انسان کی مزید ارتقائی شکلیں موجود ہوں گی ۔ اور وہ اس انتظار میں ہوں گے ۔ کہ کب یہ موجودہ شکل ایک نت نئی روپ اختیار کر کے منظر عام پر آئے گی ۔ انسان کی حیثیت ان کے نزدیک ایک مشین کی سی ہے ۔ جو چلتے چلتے بالآخر خود بخود کی نذر ہو جاتی ہے ۔ اور ختم ہو جاتی ہے ۔

## انسان کی حیثیت قرآن کی نظر میں

لیکن جب ہم اس سلسلے میں قرآن پاک کا مطالعہ کرتے ہیں ۔ تو مندرجہ بالا نظریات اور ان کے علاوہ دیگر الحاق نظریات کے مقابلے میں ہمیں ایسے حقائق نظر آتے ہیں ۔ جن کا چھپانا اور چھپ جانا ناممکن اور محال ہے ۔

انسان اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوق ہے ۔ جس کی خدمت میں یہ پوری کی پوری کائنات لگی ہوئی ہے ۔ سورج کی روشنی ہے ۔ تو انسان کے لئے ، چاند کی چمک دمک ہے تو انسان کے لئے ، پھول مسکراتے ہیں تو انسان کے لئے ، پرندے چہچہاتے ہیں تو انسان کے لئے ، انسان ہی کے لئے ستاروں کے قمقمے آسمان میں ٹمٹماتے ہیں ۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اونچے اونچے درخت ایک دوسرے کے ساتھ سرہلاتے ہیں ۔ دریا بہتے ہیں ۔ غرضیکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے لئے افادیت سے بھرپور ہے ۔

اس خاک کے پتلے کا مقام یہ ہے ۔ کہ رب العالمین نے پوری کی پوری کائنات تو اس کے لئے بنائی ۔ لیکن اس کو اپنے لئے بنایا ۔ اور بالکل عام فہم الفاظ میں یہ وضاحت فرما دی ۔ " وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون "

## عبادت خداوندی انسانیت کا فطری تقاضہ ہے

اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی صرف انسان کی تخلیق کا مقصد ہے ۔ بلکہ اس کے وجود کا فطری تقاضہ بھی ہے ۔ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے شاید اسی حقیقت کو مد نظر رکھ کر فرمایا ۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نہ خوری
ہمہ از بہر تو درماندہ و فرماں بردار !
شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نہ بری

یعنی پوری کی پوری کائنات جس میں خاص کر بادل، ہوا، چاند، سورج اور آسماں قابل ذکر ہیں تیری خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اس کا فطری تقاضہ یہ ہے۔ کہ تو ان کی وجہ سے حاصل کردہ نوالہ غفلت کے ساتھ نہ کھا۔

یہ سب کے سب تیرے تابع فرمان ہیں۔ اس صورت میں تو اگر اپنے اور ان کے خالق و مالک کی نافرمانی کرے گا۔ تو یہ بڑا ہی ظلم ہو گا۔

انسان کی حیثیت اور قدرو قیمت کے متعلق قرآن و حدیث کا مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ انسان ایک لحاظ سے کچھ بھی نہیں اور ایک لحاظ سے سب کچھ ہے۔ اگر یہ اپنے صحیح مقام کو نہ پہچان سکا۔ اور نتیجۃً اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم نہ کر سکا۔ تو اس صورت میں اس کی قدروقیمت ختم ہو گئی۔ اور یہ انسان کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسے شخص کو انسان کہنا انسانیت کے ساتھ مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ اس کے برعکس جس پر اپنی حقیقت کھل گئی اور اس نے اپنے پروردگار کے ساتھ تعلق قائم کر لیا۔ اور نتیجۃً اپنے خالق و مالک کی بندگی میں زندگی گذارنی شروع کی۔ تو ایسا شخص دراصل کامیاب ہے۔ اور انسان کہلانے کا مستحق ہے۔ الغرض انسانیت کا معیار صرف اور صرف تعلق مع اللہ پر ہے۔۔۔ عالیشان محل، زرق برق لباس اور لمبے چوڑے کاروبار پر نہیں۔

## حضرت انسان کی ایک اور پہلو

اللہ تعالیٰ نے انسان کو روحانیت اور حیوانیت دونوں سے نوازا ہے۔ اس کی فطرت میں جہاں سفلی تقاضے پائے جاتے ہیں۔ وہاں روحانی اور نورانی جوہر بھی موجود ہیں۔ ان دونوں عناصر میں سے ہر ایک کی کوشش یہ رہتی ہے۔ کہ وہ دوسرے پر غالب آ جائے۔ اور اس کو اپنا مطیع و فرماں بردار بنائے۔ جب کہ انسان کی سعادت کا انحصار اس پر ہے۔ کہ اس کا روحانی عنصر حیوانی عنصر پر غالب اور حاوی رہے۔ نیز روحانی عنصر اتنا قوی اور مضبوط رہے۔ کہ حیوانی عنصر اس سے بغاوت نہ کر سکے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے جہاں رب العالمین نے اس انسان کو اور کئی ہدایات سے نوازا وہاں خاص کر یہ حکم بھی دیا۔

"یَاأَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ" یعنی اے ایمان والو! جس طرح تم سے پہلی امتوں پر روزے فرض کئے گئے تھے۔ اس طرح تم پر بھی فرض کئے گئے۔ تاکہ تمہیں "تقویٰ" حاصل ہو۔

صوم کے لغوی معنی بچنے اور رکنے کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں اس سے مراد کھانے پینے اور عورت سے مباشرت کرنے سے رکنا ہے۔ بشرطیکہ نیت روزہ کے ساتھ طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک مسلسل رکا رہے۔

روزہ چونکہ انسان کی قوت روحانی کے بڑھانے اور قوت حیوانی کے دبانے کا خاص ذریعہ ہے۔ اس لئے اگلی امتوں کو بھی اس کا حکم دیا گیا تھا۔ اس سے اس کی خاص اہمیت کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ مسلمانوں کو اس کی فرضیت کا حکم ایک خاص مثال سے دیکر رب العالمین نے ان کی یہ دلجوئی فرمائی کہ روزہ اگرچہ مشقت کی چیز ہے۔ لیکن اس مشقت کے اٹھانے میں تم کوئی اکیلی امت نہیں ہو۔ تم سے پہلے جتنی امتیں گذری ہیں۔ سب نے اس مشقت کو برداشت کیا ہے۔ اگرچہ روزوں کی مدت اور بعض دیگر احکام میں خاص حالات اور ضروریات کے لحاظ سے تم میں اور ان میں کچھ فرق بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن حکم میں کسی قسم کا فرق نہیں۔

روزہ ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے۔ دیگر اعمال کے ساتھ اس کا موازنہ کرنے کے بعد اس کی کئی خصوصیات سامنے آتی ہیں۔ جن میں سے ایک صبر ہے۔ روزہ دراصل صبر ہی کا دوسرا نام ہے۔ طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے اور پینے کی مرغوب چیزوں سے دور رہنا جب کہ یہ چیزیں وافر مقدار میں میسر بھی ہوں۔ اور ان کے استعمال سے روزہ دار کو کوئی روکنے والا بھی نہ ہو۔ دراصل صبر اور صبر ہی ہے۔ جو درحقیقت رب العالمین کے حکم کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی صبر کرنے والوں کے متعلق ارشاد

فرماتے ہیں۔

"انما یوفی الصٰبرون اجرھم بغیر حساب" یعنی وہ لوگ جو اپنی مرضی سے صبر کرتے ہیں۔ ان کو لاتعداد اجر ملتا ہے۔

گرمی کا موسم ہے۔ سورج کی تپش اور حرارت جوبن پر ہے۔ پندرہ ساڑھے پندرہ گھنٹے کا دن ہے۔ روزہ دار کا حلق پیاس کی وجہ سے خشک ہو چکا ہے۔ ٹھنڈا پانی اور شربت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دیکھنے والا نہیں۔ پر اس شدید پیاس کے مارے روزہ دار کا ہاتھ اس ٹھنڈے پانی کی طرف نہیں جاتا۔ حدتو یہ ہے کہ وہ اس بات کو اپنے تصور میں بھی نہیں لا سکتا۔ کہ اس ٹھنڈے پانی کو لیکر پی لے اور اس شدید پیاس کو بجھا کر آرام کر لے۔ اسی طرح موسم سرما کے اس بھوکے روزہ دار کی مثال بھی لیجیے جس کے سامنے ایک نہیں کئی قسم کے کھانے موجود ہیں۔ لیکن وہ اپنی اس نفسانی خواہش کو سختی سے دبائے ہوئے بیٹھا ہے۔ اور حکم الٰہی کا منتظر ہے۔ یہ ہیں تعلق اور حقیقی تعلق کے کرشمے جنہیں دیکھ کر عقل کے پرستاروں کی عقل بھی دنگ رہ جاتی ہے۔

اس تعلق کے بھی مدارج اور مراتب ہیں۔ جنہیں ہر ایک متعلق اپنی استعداد کے مطابق محسوس کرتا ہے۔ اس احساس کے لئے سب سے بڑی چیز تعلق ہے۔ میں نے بہت پہلے اس مضمون کو اپنے ایک شعر میں اس طرح سمو دیا تھا۔

ساتھیوں کو نہ ملا کوئی کنارہ، ہم نے
ڈوب کر عشق کے دریا میں کنارہ دیکھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے۔ کہ صبر کرنا آدھے ایمان کا درجہ رکھتا ہے۔ اور روزہ آدھے صبر کے برابر ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک مشک و عنبر سے کہیں بہتر ہے۔ روزہ دار چونکہ صرف اور صرف خدا وند قدوس کی رضا مندی اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کھانا، پینا اور مباشرت ترک کرتا ہے۔ اس لئے رب العالمین نے فرمایا۔ کہ "الصوم لی و انا اجزی بہ" یعنی بندے کا روزہ میرے لئے ہے۔ اور اس کا صلہ میں اسے خود دوں گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ قریب آتا ہے۔ تو بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

"عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنۃ و غلقت ابواب جھنم وسلسلت الشیاطین" رواہ البخاری ومسلم

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جب رمضان آتا ہے۔ تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

اسی مضمون سے ملتی جلتی ایک حدیث اور بھی ہے۔

"عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان اول لیلۃ من شھر رمضان صفدت الشیاطین و مردۃ الجن و غلقت ابواب النار فلم یفتح منھا باب وفتحت ابواب الجنۃ فلم یغلق منھا باب وینادی منادیا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصرو للہ عتقاء من النار و ذلک کل لیلۃ"

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے۔ تو شیاطین اور سرکش جنات جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے سارے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی دروازہ بھی کھلا نہیں رہتا۔ اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اس کا کوئی دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا۔ اور اللہ کا منادی پکارتا ہے۔ کہ اے نیکی کے طالب قدم بڑھاکے آ، اور اے بدی و شروفساد کے شائق رک جا، آگے نہ آ! نیز اللہ کی طرف سے بہت گنہگار بندوں کو دوزخ سے رہائی دی جاتی ہے۔ اور یہ سب رمضان کی ہر رات میں ہوتا ہے۔

احادیث بالا کے مضامین سے بعض کم فہم و کم علم حضرات کے ذہن میں یہ بات آتی ہے۔ کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق شیاطین کو محبوس کر دیا جاتا ہے اور اس طرح وہ لوگوں کو گمراہ کرنے سے عاجز اور بے بس ہو جاتے ہیں۔ تو پھر اس روئے زمین پر رمضان المبارک ہی کے مہینہ میں آئے دن فساد، ہنگامے اور گناہ کے کام کیوں کئے جاتے ہیں؟ جب کہ ارتکاب کرنے والے بھی روزہ دار ہوتے ہیں۔

دراصل ان احادیث کے مضامین کا تعلق صرف ان اہل ایمان سے ہے۔ جو اس مبارک مہینے میں سعادت حاصل کرنے کی طرف مائل رہتے ہیں۔ اور رمضان کی رحمتوں سے مستفید ہونے کے لئے عبادات میں مصروف رہتے ہیں۔ رہا ان کفار، خدا ناشناس اور خدا فراموش لوگوں کا معاملہ تو انہیں جب رمضان کے احکام و برکات سے کوئی سروکار ہی نہیں۔ نہ یہ رمضان کی رحمتوں اور برکتوں سے مستفید ہونے کے لئے اپنی زندگیوں میں تبدیلی لاتے ہیں۔ تو ظاہر ہے۔ کہ اس قسم کی بشارتوں کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے جب خود اپنے لئے شقاوت اور بدبختی کو پسند کر لیا ہے۔ سعادت کے حصول کی طرف ان کا میلان بھی نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ان کے لئے محرومی کے سوا اور کچھ نہیں۔

جو لوگ بظاہر روزہ رکھ کر ارتکاب گناہ میں مشغول رہتے ہیں۔ اور پھر احادیث بالا پر اعتراض کرتے ہیں۔ ان کی مثال اس مریض کی سی ہے۔ جسے حکیم حاذق دوائی کے ساتھ ساتھ اس کی ترکیب استعمال بھی بتائے۔ اور پھر اس دوائی کے استعمال کے بعد بعض چیزوں سے پرہیز کرنے کی تلقین بھی کر دے۔ لیکن مریض مذکور نہ تو ترکیب استعمال کا خیال رکھتا ہے۔ نہ استعمال کے بعد پرہیز کرنے کی پرواہ کرتا ہے۔ جو کچھ سامنے آتا ہے۔ مزے سے ہڑپ کر لیتا ہے۔ پھر جب اُسے بجائے فائدہ کے تکلیف ہوتی ہے۔ تو دنیا بھر میں یہ ڈھنڈورا پیٹتا ہے۔ کہ حکیم صاحب کی دوائی بالکل بےکار اور اس کا استعمال بالکل بے سود ہے۔ حالانکہ قصور نہ حکیم صاحب کا ہوتا ہے۔ نہ دوائی کا ہوتا ہے۔ نہ ہی دوائی ناقص ہوتی ہے۔ پورے کا پورا قصور اس کا اپنا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہی دوائی جب دوسرے مریض حکیم صاحب کی ہدایت اور تلقین کے مطابق استعمال کرتے ہیں۔ تو انہیں باقاعدہ فائدہ پہنچتا ہے۔

رمضان المبارک میں جو لوگ معصیتوں سے پرہیز نہیں کرتے۔ ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة ان يدع طعامه وشرابه۔" (بخاری شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کلام اور باطل کام نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ صرف بھوکے پیاسے رہنے سے رضائے الٰہی حاصل نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر احکام خداوندی کا پاس رکھنا بھی ضروری اور لازمی ہے۔ ایک اور حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی قدروقیمت اور فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف قال الله تعالى الا الصوم فانه لي وانا اجزي به يدع شهوته وطعامه من اجلي للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه ولخلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك والصيام جنة

یعنی آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس گنے سے سات سو گنے تک بڑھایا جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ اور بالاتر ہے۔ وہ (روزہ) بندہ کی طرف سے خاص میرے لئے ایک تحفہ ہے۔ اور میں ہی (اپنی چاہت کے مطابق) اس کا اجر و ثواب دوں گا۔ میرا بندہ میری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی خواہش نفس اور کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے (اس لئے میں اس کی اس قربانی

واذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابّهٗ احدٌ اوقاتلهٗ فليقل انى امرؤٌ صائمٌ - رواهٗ (البخارى ومسلم)

کا صلہ خود دوں گا) روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے مالک و مولیٰ سے ملاقات کے وقت۔ اور قسم ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کے خوشبو سے بھی بہتر ہے۔ اور روزہ (دنیا میں نفس و شیطان کے حملوں سے بچاؤ کے لئے اور آخرت میں آتش دوزخ سے حفاظت کے لئے) ڈھال ہے۔ اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو اس کو چاہئے کہ بیہودہ اور فحش باتوں سے دور رہے۔ نہ شور و شغب بھی نہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا اسے گالی گلوچ دے یا اس کے ساتھ جھگڑا کرے۔ تو اسے بتا دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

## روزہ روحانی امراض کا علاج ہے

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ روحانی زندگی کا جسمانی زندگی سے موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ جسمانی زندگی کی طرح روحانی زندگی بھی اعتدال اور پرہیز کا اقتضاء کرتی ہے۔ جس طرح مضر صحت اشیاء کے استعمال سے انسانی جسم کو تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح گناہوں کے ارتکاب سے روح کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور وہ اپنے اعلیٰ مقام سے اسفل مقام کی طرف آنے لگتا ہے جس طرح جسمانی تندرستی کے لئے مضر صحت اشیاء سے پرہیز کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے ہی روحانی صحت کے لئے بھی گناہوں کے ارتکاب سے بچنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

جسمانی صحت کے حصول اور بحالی کے لئے ڈاکٹر کی رائے سے مریض کو بہت سی لذات سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً ذیابیطس کے مریض کے لئے ہر قسم کی میٹھی اشیاء ممنوع ہوتی ہیں۔ اور اس طرح ڈاکٹر کے مشورہ سے وہ اپنے آپ کو کئی طرح کی مٹھائیوں اور لذتوں سے محض اپنے مرض کے علاج کے لئے دور رکھتا ہے۔ اسی طرح روحانی امراض کے علاج کے لئے بھی جائز لذتوں سے اجتناب کرنا پڑتا ہے۔ جسمانی امراض اگر اہم ہیں۔ تو روحانی امراض ان سے کہیں زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ جسمانی تکالیف وقتی ہوتے ہیں۔ جب کہ روحانی تکالیف اور بیماریوں کا نتیجہ ہمیشہ ہمیشہ کی سختی اور عذاب ہے۔ اس سلسلے میں کافی کچھ لکھنے کے لئے جی چاہتا ہے۔ لیکن طوالت کے خوف سے آگے بڑھنا نہیں چاہتا۔

روحانی امراض کے علاوہ روزہ جسمانی امراض کا بھی بہترین علاج ہے۔ روزے کی فرضیت اور افادیت سے مسلمان تو خیر انکار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بحیثیت مسلمان اسے ماننے اور تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں۔ غیر مسلموں نے بھی اس کی افادیت کو تسلیم کر لیا ہے۔ چنانچہ یورپین ڈاکٹروں نے فاقہ کشی کو جسمانی امراض کے علاج کا ایک مؤثر اور مستقل ذریعہ قرار دیا ہے۔ فاقہ کشی سے معدہ کے فعل انہضام کی رکاوٹیں دور ہوتی ہیں۔ اعضاء ہاضمہ کو آرام ملتا ہے۔ معدے کی غیر متعلق رطوبتیں جو جسم سے خارج ہونے سے رہ جاتی ہیں۔ فاقہ کشی سے خشک ہو جاتی ہیں۔ اس طرح جسم کا اندرونی نظام صاف اور صحت مند ہو جاتا ہے۔

نظام ہضم اور معدہ کی اصلاح کے علاوہ روزہ ذہنی امراض کا بھی علاج ہے۔ ذہن کو جو نشوونما روزہ میں حاصل ہوتی ہے۔ عام دنوں میں حاصل نہیں ہو سکتی۔ شکاگو یونیورسٹی میں ایک میڈیکل بورڈ نے فاقہ کشی کے رد عمل اثرات اور فوائد پر ایک وسیع تجربہ اس طرح کیا۔ کہ امتحان سے قبل چند طلبہ سے فاقہ کشی کی مشق کرائی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان فاقہ کش طلبہ نے اپنے سابقہ امتحانات کی نسبت زیادہ نمبر حاصل کئے۔

حاصل کلام یہ کہ روزہ بظاہر اگرچہ ایک بار گراں معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اس میں جتنے روحانی جسمانی اور دنیوی فوائد مضمر ہیں۔ ان کا گننا اور شمار کرنا اگر ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام فوائد سے بہرہ ور ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

# ساز شکستہ

گلشنِ عشق میں کیا گل نہ کھلائے میں نے
ہائے مستی میں یہ کیا راز بتائے میں نے

جام پر جام، تھی ساقی کی نوازش جاری
رات بھر کتنے پیئے اور پلائے میں نے

کون سنتا ہے مگر پھر بھی ہزاروں نغمے!
تیری فرقت میں سُنے اور سنائے میں نے

جانتا ہوں تجھے پرواہ تو نہیں ہے لیکن
دل کے سب زخم تجھے پھر بھی دکھائے میں نے

کون سا حیلہ ہے جو رہ گیا ہو گا مجھ سے!
دل کو صد بار دلاسے بھی دلائے میں نے

جانے کب ان کی نگاہ دل پہ لگے گی ویسے
اپنے یہ زخم گہربار ستائے میں نے

مانتا ہوں کہ گنہگار و سیاہ کار ہوں میں
دیدہ و دل سے یہی اشک بہائے میں نے

چشتیا چھوڑ دے اس درد بھری دنیا میں
فرقتِ یار میں جو شعر بنائے میں نے

چشتی صابری

# مرزائیوں کی بڑھتی ہوئی کفریہ بیان بازی اور توہین آمیز تحریری پروپیگنڈے کے خلاف احتجاج

تحریر:- حافظ ارشاد احمد دیوبندی ظاہر پیر

آجکل مرزائی اپنے اخبارات میں اسلامی شعار کا عجوبۂ انداز میں مذاق اڑا کر دل آزار اور توہین آمیز تحریروں کے ذریعہ مسلمانوں کی دل آزاری کر کے حالات خراب کر رہے ہیں دراصل مرزائیوں نے پاکستان اسمبلی کے فیصلے (۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخی دن کے فیصلے) کو تسلیم ہی نہیں کیا ہمارے اس مضمون کا محرک بھی مرزائی اخبار پیغام صلح کا وہ مضمون ہے جو مدیر اعزازی نے صفحہ نمبر ۳ سے صفحہ نمبر ۹ تک دوراز کار باتیں چھیڑ کر ۷ ستمبر ۷۴ء کے فیصلے سے بغاوت کر کے اس کا مذاق اڑایا ہے۔ قومی اسمبلی پاکستان ۷ ستمبر کے فیصلے کے خلاف لکھتے ہوئے ان کے دلوں میں قانون کا کوئی خوف اور ڈر باقی نہیں رہا۔ اسی لئے بڑی ڈھٹائی سے مدیر پیغام صلح لاہور رقم طراز ہے۔

"یہ فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق تھا یا اس کے قطعاً برخلاف۔" سیاسی اور سماجی لحاظ سے دانشمندانہ تھا یا غیر دانشمندانہ اور اس کے پیچھے کون کون سے عوامل اور کس بیرونی یا اندرونی قوت کا ہاتھ کار فرما تھا اس سے ہمیں کوئی بحث نہیں! کیونکہ یہ فیصلہ ۷۴ء کے آئین کا حصہ بن چکا ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت کاملہ کے بغیر کوئی انسانی ہاتھ قادر اور با اختیار نظر نہیں آتا کیونکہ عوامی مخالفت کا خوف اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کے سامنے جواب دہی پر حاوی ہے۔ الخ۔

(پیغام صلح لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۳ء)

ان چند سطروں کو ایک بار پھر بغور پڑھئے اور ایک ایک جملے سے ان کے عزائم اور خطرناک ارادوں کو سمجھنے کی کوشش فرمایئے۔ ہماری طرح آپ بھی یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ وہ ایک مولانا محمد اسلم کو شہید کر کے اتنے نڈر ہو چکے ہیں کہ آئین کی عظمت ان کے سیاہ دلوں سے اب رخصت ہو چکی ہے اب وہ کسی اور کو شکار کرنے کی تیاریوں میں مصروف دکھائی دے رہے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ صدر مملکت نے کئی بار وضاحت کی ہے کہ ۷ ستمبر ۷۴ء والا قانون جس میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے وہ جوں کا توں باقی ہے مگر وہ قانون کیا ہے! جس کو سر سے لے کر پاؤں تک ملزم زخمی کر رہے ہیں وہ قانون بسمل کی طرح تڑپ کر فریاد و فغاں کر رہا ہے مگر اس مظلوم قانون کی فریاد سننے والا کوئی نہیں واحسرتا! ساری دنیا جانتی ہے کہ ۷ ستمبر ۷۴ء کو ہماری اسمبلی کے معزز اراکین نے متفقہ طور پر ایک تعزیری ضابطہ کے طور پر منظور کیا تھا کہ آئندہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی غیر کو نبی و رسول یا مسیح موعود وغیرہ جیسے خالص مقدس اور الہامی القاب کہنے یا لکھنے کی فلاں فلاں نوعیت کی سزا دی جائے گی مگر وائے افسوس کہ آئے دن مرزائی اپنے بیانات تقاریر و خطبات اور اخبارات و رسائل میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مختص ان القابات کو پہلے کی نسبت سے بھی بڑھ کر استعمال کر رہے ہیں۔ مگر حکام کے کانوں پر جوں تک رینگتے ہوئے نظر نہیں آتی کم از کم ہم نے تو کبھی نہیں سنا کہ اس قانون کی گرفت میں منکرین ختم نبوت قادیانی یا لاہوری کسی کو پانچ منٹ کی سزا کا حکم صادر کیا گیا ہو۔ بلکہ اب نوبت بایں جا رسید کہ ملک کے مقتدر واجب الاحترام علماء کرام

کی زندگیاں خطرے میں دکھائی دے رہی ہیں وہ پولیس جس کو دعویٰ ہے کہ وہ بو سونگھ کر مجرم کو پکڑنے کی مہارت رکھتی ہے۔ آج تک ختم نبوت کے شیدائی حضرت مولانا محمد اسلم کا سراغ لگانے میں بری طرح ناکام ہو گئی ہے بلکہ دبے لفظوں میں اپنی ناکامی کا اقرار بھی کر لیا ہے۔ اس ناکامی کے بعد مسلمانوں کی اکثریت کو احتجاج کا قانونی حق حاصل ہے ضرورت ہے کہ ایک وفد اس عظیم مقصد کے لئے ترتیب دیا جائے اور وہ مرزائیوں کی موجودہ خطرناک پالیسی کا جائزہ لے اور اس جائزہ سے پھر عوام کو آگاہ کرے ہاں ایک احتیاط بھی ضروری ہے کہ اس خالص اسلامی اور دینی مسئلہ کو سیاست سے بہت دور رکھا جائے۔

سچ ہے کہ

؎ تھی جس کے رگ و ریشہ میں انگریز پرستی
انگریز کا پالا ہوا غدار ہے مرزا
(حشتی)

## بقیہ :- اداریہ

کج فہمی کے مریض اور غلط فہمی کا شکار ہیں۔

رمضان المبارک کا ایک عشرہ گذر چکا ہے۔ دوسرا گذر رہا ہے۔ اس مبارک مہینہ کی سعادتوں اور برکتوں کے حصول کے لئے ہمیں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانا چاہئے۔ تاکہ خداوند قدوس کی خوشنودی اور رضا سے بہرہ ور ہوسکیں۔ اللہ جل شانہٗ ہمیں اپنی محبت اور معرفت سے نوازے۔ کیونکہ اس پر کامیابی کا دارو مدار ہے۔

## ضروری اطلاع

جن حضرات نے ہفت روزہ ختم نبوت کے لے ماہ مئی و جون ۱۹۸۲ء میں سالانہ چندہ جمع کرایا تھا۔ انہیں بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ اپنے چندہ کی تجدید فرمائیں۔

مینیجر

## ایک ضروری اعلان

جملہ متعلقین مجلس تحفظ ختم نبوت و ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے ناظم اعلیٰ اور ہفت روزہ ختم نبوت کے مدیر مسئول جناب عبدالرحمان یعقوب باوا اور مولانا منظور احمد الحسینی صاحب انگلینڈ، سپین اور سعودی عرب کا کامیاب دورہ کرنے کے بعد واپس تشریف لا چکے ہیں۔ مجلس ختم نبوت کے دفتر میں حسب معمول مقررہ اوقات کے دوران ان سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

## تلاش گمشدہ

محمد ارشد طاہر عرف ببو ولدیت محمد اشرف طاہر عمر ۱۵ سال متعلم جماعت دہم عرصہ دو ماہ سے لاپتہ ہے رنگ گندمی قد درمیانہ

براہ کرم مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں

پتہ :- مکان نمبر ۲۱۱/۸ جہلم روڈ ساہیوال

## بقیہ :۔ خصائل نبویؐ

جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی لفظ ایسا ارشاد فرمائیں کہ جو آگے کے لیئے باعث خسران بن جائے ۔ جن لوگوں کو کسی دینی یا دنیاوی دربار کی حاضری میسر ہوتی ہے وہ اس حالت سے خوب واقف ہوتے ہیں ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار ارشاد فرمانا شدتِ اہتمام کی وجہ سے تھا کہ جھوٹ کی وجہ سے آدمی زنا ، قتل وغیرہ بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس کے منہ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا ۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کہ جھوٹ ایمان سے دور رہتا ہے ۔ (اعتدال) اس حدیث شریف میں کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے ۔ شریعت میں گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں ۔ ایک صغیرہ کہلاتے ہیں جو وضو نماز روزہ حج وغیرہ سے معاف ہوتے رہتے ہیں ۔ دوسرے کبیرہ گناہ یعنی بڑے سخت گناہ کہلاتے ہیں ۔ جن کے متعلق ضابطہ یہ ہے کہ وہ بغیر توبہ کے ہرگز معاف نہیں ہوتے البتہ حق تعالیٰ شانہٗ کسی کی رعایت فرما کر اپنے فضل سے معاف فرمائیں تو یہ امر آخر ہے مگر قانونی چیز یہی ہے کہ وہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے ۔ اس میں اختلاف ہے کہ کبیرہ گناہ کتنے ہیں ۔ علماء نے مستقل تصانیف ان میں تحریر فرمائی ہیں ۔ علامہ ذہبیؒ کی ایک کتاب اس مضمون میں مستقل ہے جس میں چار سو کبیرہ گناہ گنوائے ہیں ۔ علامہ ابن حجر مکیؒ نے بھی دو جلدوں میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جو مصر میں چھپ گئی اس میں نماز روزہ حج زکوٰۃ معاملات وغیرہ ہر باب کے کبیرہ گناہ مستقل گنوائے ہیں اور کل مجموعہ چار سو سڑسٹھ مفصل شمار کرائے ہیں ۔ ملا علی قاریؒ نے شرح شمائل میں مشہور کبائر کو گنوایا ہے جو حسب ذیل ہیں :۔

آدمی کا قتل کرنا ، زنا کرنا ، اغلام بازی ، شراب پینا ، چوری کرنا ، کسی کو تہمت لگانا ، سچی گواہی کا چھپانا ، جھوٹی قسم کھانا ، ناحق کسی کا مال چھین لینا ، بلا عذر کفار کے مقابلہ سے بھاگنا ، سودی معاملہ کرنا ، یتیم کا مال کھانا ، رشوت لینا ، اصول یعنی والدین وغیرہ کی نافرمانی کرنا ، قطع رحمی کرنا ، جھوٹی حدیث بیان کرنا ، رمضان کا روزہ توڑ دینا ، ناپ تول میں کمی کرنا ، فرض نماز کو وقت سے آگے پیچھے پڑھنا ، زکوٰۃ نہ دینا ، مسلمان کو یا کسی کافر کو جس سے معاہدہ ہو ناحق مارنا ، کسی صحابی کی شان میں گستاخی کرنا ، غیبت کرنا ، غیبت کرنا بالخصوص کسی عالم کی یا حافظ قرآن کی ۔ کسی ظالم سے چغلی کھانا ۔ دیوث پن کرنا یعنی اپنی بیوی بیٹی وغیرہ کے ساتھ کسی کے فحش تعلق کو گوارا کرنا ۔ قوم سازی یعنی بھڑوا پن کرنا کہ اجنبی مرد عورت یا اس قسم کے دوسرے ناجائز تعلقات میں سعی کرنا ۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دینا یعنی نیک کاموں کا حکم اور بری باتوں سے روکنے کو باوجود قدرت کے چھوڑ دینا ۔ جادو کا سیکھنا یا سکھانا ، کسی پر جادو کرنا ۔ قرآن پاک پڑھ کر بھلا دینا ۔ بلا مجبوری کسی جاندار کو جلانا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا ۔ اور اس کے عذاب سے نہ ڈرنا ۔ عورت کا خاوند کی نافرمانی کرنا اس کی خواہش پر بلاوجہ انکار کرنا ۔ چغلی کھانا ۔

ملا علی قاریؒ نے مثال کے طور پر ان کو نقل کیا ہے مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف کے شروع میں کبائر کا مستقل باب ہے اس میں بھی ان کو اور اس قسم کے چند گناہوں کو گنوایا ہے اس میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک خواہ اس کی ذات میں کسی کو شریک کرے یا عبادت میں یا اس سے استعانت حاصل کرنے میں یا علم میں یا قدرت میں یا تصرف میں یا پیدا کرنے میں یا پکارنے میں یا کہنے میں یا نام رکھنے میں یا ذبح کرنے میں یا نذر ماننے میں یا لوگوں کے اس کی طرف امور سونپنے میں

یعنی جیسے اللہ جل شانہٗ کے سب کام سپرد ہیں اسی طرح اور کو بھی جانے۔ نیز امور ذیل بھی اس میں ذکر کئے ہیں۔ گناہ پر اصرار کی نیت رکھنا۔ نشہ کی چیز پینا۔ اپنے محرموں سے نکاح کرنا۔ باوجود قدرت کے جہاد نہ کرنا۔ مردار کا گوشت کھانا۔ نجومی اور کاہن کی تصدیق کرنا۔ قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرشتوں کو برا کہنا یا ان کا انکار کرنا۔ صحابہ کو برا کہنا۔ بیوی اور خاوند میں لڑائی ڈلوانا۔ اسراف کرنا۔ فساد کرنا۔ کسی کے سامنے ننگا ہونا۔ (یعنی بیوی کے علاوہ) بخل کرنا۔ پیشاب اور منی سے پاک نہ کرنا یعنی اگر لگ جائیں تو نہ دھونا۔ تقدیر کو جھٹلانا۔ تکبر کی وجہ سے پاجامہ ٹخنوں سے نیچے کرنا۔ نوحہ کرنا۔ برا طریقہ ایجاد کرنا۔ محسن کی ناشکری کرنا۔ کسی مسلمان کو کافر کہنا۔ حائضہ سے صحبت کرنا۔ غلہ کی گرانی سے خوش ہونا۔ جانور سے بدفعلی کرنا۔ امرد کو شہوت سے دیکھنا۔ کسی کے گھر میں جھانکنا۔ عالموں اور حافظوں کی حقارت کرنا۔ اگر ایک سے زیادہ بیبیاں ہوں تو اُن کے درمیان مساوات نہ کرنا۔ امیر سے عہد شکنی کرنا وغیرہ وغیرہ بتائے ہیں۔ ان کبائر میں بھی درجات ہیں اسی وجہ سے حدیثِ بالا میں کبائر کے بڑے گناہ فرمایا گیا ہے۔ اور مختلف احادیث میں موقع کے مناسب مختلف قسم کے گناہوں کا ذکر فرمایا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اصرار کرنے سے صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے اور توبہ استغفار کرنے سے کبیرہ گناہ بھی باقی نہیں رہتا معاف ہو جاتا ہے اور توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ دل سے اس فعل پر واقعی ندامت ہو اور آئندہ کو اس گناہ کے نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو کہ اب کبھی نہ کروں گا چاہے اس کے بعد کسی دوسرے وقت وہ پھر سرزد ہی ہو جائے۔ اس سے وہ پہلی توبہ زائل نہیں ہوتی۔ توبہ کے وقت یہ پختہ ارادہ ہونا چاہیئے کہ پھر کبھی نہیں کروں گا۔

## بقیہ:۔ آپ کے مسائل

کا انکار پایا جاتا ہے اس لئے خدا و رسول کے حکم سے تمام مسلمان ان کو کافر سمجھنے پر مجبور ہیں۔ پس اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ آپ کا حشر اسلامی برادری میں ہو تو مرزا صاحب اور ان کی جماعت نے جو نئے عقائد ایجاد کئے ہیں ان سے توبہ کر لیجئے ورنہ "لکم دینکم ولی دین۔" "والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔"

س: ہمارے عزیز ایسے آدمی سے لڑکی کا رشتہ کر رہے ہیں جو پہلے مرزائی تھا بعد میں اقلیت دینے سے اس نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔ لیکن ایسے لوگوں کے دل کا حال خدا بہتر جانتا ہے صرف رشتہ کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں۔ میرے عزیز بضد ہیں کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے۔ ان مرزائیوں سے کوئی تعلق نہیں ہم رشتہ کریں گے۔

ج: اگر قرائن سے معلوم ہو جائے کہ وہ مسلمانوں کے عقائد کا قائل ہو گیا ہے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتا ہے اور وہ یہ کہ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے (مرزا غلام احمد کو کاذب، کافر، دجال، دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہے) اور اس شخص کا قادیانیوں سے کوئی تعلق نہیں تو اس سے رشتہ کرنا جائز ہے۔ جب تک اس کا اطمینان نہ ہو جائے اس وقت تک اس کو رشتہ دینا جائز نہیں۔

## ڈاڑھی کا مسئلہ

ریاض کوٹھاری۔ کراچی

س:۔ میں نے بعض حضرات سے سنا ہے کہ جس طرح ہم اپنے ہاتھ پاؤں ناک، کان وغیرہ نہیں کاٹ سکتے۔ اس طرح داڑھی کے بال بھی نہیں کٹوا سکتے جب کہ بعض حضرات کے نزدیک داڑھی رکھنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کو رکھنا ثواب اور منڈوانا گناہ نہیں۔ برائے مہربانی اس کی وضاحت کر دیں۔

ج:۔ داڑھی ایک مشت رکھنا واجب اور اس کا منڈانا یا کٹانا (جب کہ ایک مشت سے کم ہو) بالاتفاق فقہاء حرام ہے، اور کسی سنت رسول کا مذاق اڑانا، اس پر طنز کرنا، اس کو حقیر اور ناپسندیدہ سمجھنا کفر ہے۔

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

# یاد رکھیے

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ایک غیر سیاسی، مذہبی تنظیم ہے۔ اسلام کی سربلندی، عقیدہ ختم نبوت اور قادیانیت کے سدباب کے لئے اندرون و بیرون ملک سرگرم عمل ہے۔ حال ہی میں مجلس کا ایک وفد برطانیہ اسپین دورہ کر کے وطن واپس آیا۔

اس تنظیم کے زیر انتظام ملک بھر میں مساجد و دینی مدارس چل رہے ہیں۔ ● مذہبی لٹریچر کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔ ● ملک بھر میں دفاتر قائم ہیں اور ان میں تربیت یافتہ مبلغین متعین ہیں۔

لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ زکوٰۃ، صدقات، عطیات اور صدقہ فطر کے ذریعہ مجلس کے بیت المال کو مضبوط کریں تاکہ مجلس اپنے کام کو آگے بڑھا سکے۔

## ربوہ کی تعمیرات میں بھی حصہ لیجیے

ربوہ مسلم کالونی میں ایک عظیم الشان بخاری مسجد اور دار العلوم ختم نبوت زیر تعمیر ہے۔ اس کفر گڑھ میں اہل اسلام کے مرکز کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے آپ کی مالی امداد کی ضرورت ہے۔ زکوٰۃ، عطیات، صدقات اور تعمیر مساجد فنڈ وصول کیے جاتے ہیں۔ رقوم جمع کرانے کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم فرمادیں۔

● دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی، جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی۳

● دفتر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، حضوری باغ روڈ ملتان۔

کراچی میں الائیڈ بنک آف پاکستان لمیٹڈ گارڈن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۹۱۵ میں بھی جمع کروا سکتے ہیں۔

ابو الخلیل خان محمد صاحب ———— مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب
امیر مجلس تحفظ ختم نبوت ... صاحب مجلس ... (ملتان)